اسلامی تحریک نے الجیریا کے عوام کے دل کس طرح جیتے؟

ترجمہ و تدوین : مسلم سجاد

دسمبر ۱۹۹۱ میں الجیریا کے انتخابات میں اسلامک سالویشن فرنٹ نے غیر معمولی کامیابی حاصل کی۔ انتخابی نتائج کے ثمرات سے فرنٹ کو محروم کرنے کے لیے فوج نے' مغرب کی "جمہوریت نواز" طاقتوں کی پشت پناہی سے' عوامی طاقت کو کچلنے کے لیے ظلم و ستم کی کارروائیاں شروع کر رکھی ہیں۔ "۳ ہزار افراد ہلاک ہو چکے ہیں اور ۳۶۰ "Militants" (تشدد پسندوں) کو سزائے موت سنائی جا چکی ہے" (اکنامسٹ' ۳ دسمبر ۱۹۹۳)۔ یہ کشمکش جاری ہے۔ اس موقع پر مطالعہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اسلامک فرنٹ نے عوام کی یہ حمایت کس طرح حاصل کی۔ یقیناً دنیا کے دوسرے ملکوں میں غلبۂ اسلام کے لیے جدوجہد کرنے والی تحریکیں اس سے بہت کچھ سیکھ سکتی ہیں۔

پیرس کے ایک تحقیقی ادارہ سے وابستہ خاتون ربیعہ بقر' الجیریا کے ایک شہر تلمسان میں گزشتہ ۱۲ سال سے تحقیقاتی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ اسلامی تحریک سے ان کا پہلا رابطہ مقامی رفاہی انجمنوں کی صورت میں ہوا۔ ان خاتون نے ۱۹۹۰ کے بلدیاتی انتخابات کی مہم کا خود مشاہدہ کیا۔

اب سیاسی سرگرمیاں بند ہیں' فرنٹ پر پابندی ہے' لیکن الجیریا میں اسلام کا تحریکی عمل نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ ربیعہ بقر نے' رسالہ مڈل ایسٹ رپورٹ کے نمائندے سے ملاقات میں' اس قصبے کے بارہ میں جو تفصیلات بتائی ہیں' ان سے شہری علاقوں میں اسلامی تحریک کے کام کرنے کے وہ طریقے سامنے آتے ہیں جن کے ذریعے لوگوں کے دل اس تحریک کے ساتھ ہو گئے۔ اسے انتخابات میں کامیابی حاصل ہوئی' اور یہی لوگ اب فوجی آمریت کے خلاف ان کے شانہ بشانہ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں' اور ہر طرح کے مظالم برداشت کر رہے ہیں۔

تلمسان' الجیریا کے شمال میں' مراکش کی سرحد سے قریب' پونے دو لاکھ آبادی کا ایک شہر ہے۔ یہ ایک پہاڑی کے ساتھ ساتھ آباد ہے۔ وسط میں ایک قدیم شہر ہے' اور اس کے گرد کشادہ سڑکوں اور خوبصورت عمارات والا نیا شہر ہے' جو فرانسیسی دور میں تعمیر ہوا۔ شہر کے چاروں طرف

نئے رہائشی علاقے زیر تعمیر ہیں۔ اس کے علاوہ وہ علاقے ہیں جہاں لوگوں نے خود ناجائز بستیاں آباد کرلی ہیں۔ ایسی ہی ایک بڑی بستی بودین ہے' جہاں کی آبادی ۳۰ ہزار ہے۔

قدیم شہر میں بیشتر مزدور اور کام کاج کرنے والے آباد ہیں' لیکن صاحب حیثیت افراد کی بھی اچھی خاصی تعداد ہے۔ بنگلوں میں اعلیٰ سرکاری افسران اور خاندانی امرا رہتے ہیں۔ نئے رہائشی علاقوں میں انجینئر' ڈاکٹر اور دیگر مڈل کلاس کے لوگ رہائش پذیر ہیں۔ بودین میں تین طرح کی آبادی ہے۔ صحرا سے آنے والے' قدیم شہر میں آبادی بڑھنے پر وہاں سے آنے والے' اور وہ سب جن کے پاس رہنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ یہ سب یہاں آکر آباد ہوگئے اور اپنے اپنے مکان بنا لیے۔ یہ سب زیادہ تر بہت غریب ہیں۔ لیکن ان کی اولاد میں سے جنھوں نے کامیابی حاصل کرلی' وہ استاد بنے یا مختلف اداروں میں ملازم ہوگئے۔

اس قصبے کے لوگوں کے مسائل وہی ہیں جو الجیریا میں کسی اور جگہ کے لوگوں کے ہیں۔ مکانات کی بے حد قلت ہے' اور آبادی میں اضافہ کی رفتار تیز ہے۔ بڑے بڑے مکانات میں صرف ۲' ۳ افراد' لیکن قدیم شہر میں ایک ایک کمرے میں ۱۵' ۲۰ افراد تک رہتے ہیں۔

دوسرا بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے۔ قصبے میں الیکٹرانکس' ٹیکسٹائل اور دوسری کئی صنعتیں قائم ہیں۔ ان کارخانوں میں آزادی کے بعد پہلی نسل کو ملازمتیں مل گئیں۔ مگر اب نئے مواقع پیدا نہیں ہو رہے۔ نئے نوجوان بیشتر بے روزگار ہیں۔ ؟ حکومت نے یوتھ سنٹر اور کلچرل سنٹر قائم کیے' لیکن ان میں قواعد و ضوابط کی اتنی بھرمار ہے کہ نوجوان گھٹن محسوس کرتے ہیں۔

قدیم شہر میں چلا پھرا جائے تو بعض علاقے نوجوانوں سے بھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تاثر یہ ہوتا ہے کہ کوئی تقریب ہے۔ ایک نوجوان سے پوچھا کہ گھر سے باہر وہ دن بھر کیا کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ وہ اپنے مقررہ ریستوران جا کر کافی پیتا ہے اور دوستوں سے ملتا ہے۔ پھر ریستوران سے باہر آتا ہے' شہر کا چکر لگاتا ہے۔ پھر ریستوران جاکر دوسرے دوستوں کے ساتھ کافی پیتا ہے۔ پھر دوپہر تک ایسے ہی گھومتا پھرتا رہتا ہے۔

خواتین اور لڑکیاں عام طور پر گھروں سے باہر نہیں آتیں۔ یونیورسٹی کے آس پاس چند ہوٹل ایسے ہیں جہاں وہ جا سکتی ہیں۔ بعض پر بورڈ لکھا ملے گا "دوسری منزل فیملی کے لیے"۔ لیکن اندرون شہر ایسا ممکن نہیں ہے۔ ملازمت پیشہ خواتین بس آنے جانے کے لیے نکلتی ہیں۔ بعض کو چھیڑخانی اور آوازے بھی سہنا پڑتے ہیں۔ جو باہر جاتی ہیں' ڈاکٹر کے پاس' رشتہ داروں سے ملنے یا مزار پر زیارت کے لیے' وہ پردہ میں ہوتی ہیں' اور کوئی محرم ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

اس ماحول میں اسلامک سالویشن فرنٹ کے کارکنوں نے کس کس طرح کیا کام کیے' اس کی ایک جھلک درج ذیل مکالمہ میں ملتی ہے۔ (م - س)

بظاہر اسلامی تحریک نے نوجوانوں کی توانائی سے کام لیا۔ یہ کس طرح ہوا ؟

سب سے پہلے تو یہ ہوا کہ بودین جیسے علاقوں میں' جو سنگین مسائل کا شکار تھے' مقامی فلاحی' رفاہی انجمنیں وجود میں آگئیں۔ اسلامی تحریک سے پہلے ہی مسجد کا سیاسی سے زیادہ معاشرتی کردار تھا۔ مقامی جھگڑوں کا تصفیہ یہاں کیا جاتا تھا' خاندانوں کو یہاں سے مالی مدد مل جاتی تھی۔ بودین جیسی غریب آبادیوں میں باہمی امداد کی اپنی روایت ہے۔ مکان تعمیر ہوتا ہے تو پورا محلّہ کام میں لگ جاتا ہے۔ ان انجمنوں کی بنیاد اسی روایت سے پڑی۔ بودین میں انجمن نے پہلا کام یہ کیا کہ گھر گھر سے چندہ جمع کرکے مسجد کی تعمیر کی' اور اس کے لیے آرائش و زیبائش کا انتظام کیا۔

ان انجمنوں کی سرگرمیوں میں کن لوگوں نے حصہ لیا ؟

یونیورسٹی کے طلبہ' بیروزگار نوجوان' اور ایسے افراد جو ماضی میں غلط راستوں پر چلتے رہے ہوں' سب ممبر محلّہ کے افراد تھے۔ دفتر محلّہ میں تھا۔ لیڈر بھی محلے ہی کا فرد تھا۔ مرکزی تنظیم بعد میں آئی۔ معاشرتی معاملات کو منضبط کرنے میں' مسجد کے کردار سے' محلّہ وار انجمنوں کے نیم منظم نظام سے ہوتے ہوئے' ایک قومی تنظیم تک' فطری ارتقا کا عمل ہوا۔ ۱۹۸۹ میں سالویشن فرنٹ کے قانونی طور پر وجود میں آنے کے بعد' مقامی انجمنوں کو اس میں شامل کرنا مشکل نہ رہا۔ فرنٹ کو بس یہی کرنا پڑا کہ انھیں نظریاتی اور سیاسی طور پر اپنا حصہ بنا لے۔ کام وہ پہلے ہی کررہے تھے۔

مسجد بنانے کے بعد پھر کیا کیا ؟

۱۹۹۰ میں فرنٹ کے بلدیاتی انتخابات جیت لینے کے بعد' ان کا کام بہت بڑھ گیا۔ مثال کے طور پر' ایک محلّہ' سیدی سعید' میں انجمن نے رہایشی علاقہ میں صفائی کا کام شروع کردیا۔ ان علاقوں کا حال یہ ہے کہ آپ باہر جاکر آئیں تو جوتوں میں ۱۵ کلو کیچڑ لگ جاتی ہے۔ اسلامی گروپوں نے درخت لگانے اور گلاب کی جھاڑیاں لگانے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ ایک ہرا بھرا علاقہ سب کی نظروں کے سامنے آگیا۔ انھوں نے دکانوں اور مکانوں کے سامنے کے حصے پینٹ کردیے۔ ایک میدان کو فٹ بال گراونڈ بنا دیا' گول کے کھمبے لگا دیے' اور روزانہ صفائی کرنے لگے۔ ان علاقوں میں گھروں کا کچرا باہر پھینک دیا جاتا تھا' اور وہیں بچے کھیلتے تھے۔ بلدیہ کے ذریعے انھوں

نے کوڑے کے ڈرم اور ڈھکن کا انتظام کیا۔ اب ہر روز گاڑی آتی ہے اور کوڑا لے جاتی ہے۔

بیدی سعید میں محلہ کمیٹی میں یونیورسٹی کا ایک طالب علم تھا۔ جب وہ دیکھتا کہ کوئی بچہ کسی پودے پر اپنی کارروائی کرنے والا ہے' تو وہ اس کے قریب جاتا اور اس سے کہتا "نہ' نہ! یہ ایک پودا ہے جو انسان کی طرح جیتا ہے۔ اللہ پسند نہیں کرتا کہ تم اسے نقصان پہنچاؤ۔" اس طرح انھوں نے بچوں میں پودوں کے بارہ میں شعور بیدار کیا' لیکن مذہب کے حوالے سے۔

خود مسجد میں تبدیلیاں کس طرح آئیں ؟

شہر کی تمام بڑی مساجد حکومت کے زیرِ انتظام ہیں۔ اماموں کا تقرر حکومت کرتی ہے۔ جمعہ کا خطبہ ہر ہفتہ وزارتِ مذہبی امور کی طرف سے موصول ہوتا ہے۔ اسلامی تحریک کے لوگوں نے بڑی مساجد پر قبضہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ لیکن شہر کے آس پاس کے علاقوں کی مسجدیں' دراصل صرف نماز پڑھنے کی کچی پکی جگہیں تھیں۔ یہاں انھوں نے چندہ جمع کر کے' مل جل کر مسجد کی تعمیر کی۔ اس کی دیکھ بھال کے لیے رقم کا انتظام کیا۔ اب یہ ان کی مسجد تھی۔ چنانچہ انھوں نے یہاں اپنا امام مقرر کردیا۔

ان مسجدوں میں امام حکومت نے مقرر نہیں کیے ؟

دراصل غذا اور مکانوں کی طرح' اماموں کی بھی قلت ہے۔ حکومت مساجد کی بڑھتی ہوئی تعداد کا ساتھ نہ دے سکی۔ ان کے پاس امام مقرر کرنے کے لیے افراد نہ تھے۔ اسلامی تحریک کے لوگوں نے یہ کسر پوری کردی۔ بلدیاتی انتخابات کے بعد وہ ساری مسجدوں میں پھیل گئے۔

جون ۱۹۹۰ء میں مجھے فرنٹ کے میئر کے دفتر جانے کا اتفاق ہوا۔ میرے سامنے ٹیکنیکل ڈائریکٹر داخل ہوا۔ میئر نے اس سے ایسا نقشہ تیار کرنے کے لیے کہا' جس میں تمام مساجد پر سرخ نشان ہو۔ ڈائریکٹر نے کہا "مسجدوں پر کیوں نشان لگائیں ؟ اور بہت مسائل ہیں۔" میئر نے کہا "میں سب سے پہلے یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کن محلوں میں مسجدیں ہیں' کل کتنی مسجدیں ہیں' اور یہ کہاں واقع ہیں۔" مسجد ان کی کلید تھی۔

پھر بچوں کا معاملہ تھا۔ سکول جانے سے قبل کی' ۵' ۶ سال کی' عمر کے بچے مسجد کے قرآن سکول میں زیادہ بڑی تعداد میں جانے لگے تھے۔

کیا یہ کوئی نئی بات تھی ؟

حکومت ہر جگہ کے لیے قرآنی ٹیچر مہیا نہیں کرسکتی تھی۔ فرنٹ کے پاس ایسے رضاکار تھے

جو مفت پڑھاتے تھے۔ چنانچہ جب والدین مسجد میں نماز پڑھ رہے ہوتے تھے' تو ان کے بچے قرآن سکول میں ہوتے تھے۔ آپ اندازہ نہیں کرسکتے کہ بچوں کی مائیں اس بات سے کتنا خوش ہوتی تھیں' کہ ان کے بچے مٹی اور کیچڑ میں کھیلنے کے بجائے مسجد جاتے ہیں۔ والدین کو یہ بھی اچھا لگتا تھا کہ ان کے بچے سکول جانے سے پہلے کچھ سیکھ رہے ہیں۔ اور اسلامی تحریک کے لوگ یہ جانتے تھے کہ بچوں کے لیے ٹی وی پر کی ماؤز دیکھنے کے بجائے قرآن پڑھنا زیادہ اچھا ہے۔

اور بڑے بچوں کے لیے کیا کیا؟

کچھ خاص اوقات میں' یہی قرآن سکول' پرائمری اور ہائی سکول کے طلبہ کے لیے کوچنگ سنٹر میں تبدیل ہو جاتا تھا۔ اسلامی تحریک کے افراد' قریب کے محلے کے یونیورسٹی کے طالب علم اور سکول ٹیچرز سے ریاضی' فزکس یا کسی بھی مضمون کی کلاسیں لگواتے تھے۔ ان طلبہ کے لیے مفت کوچنگ بہت بڑی مدد تھی۔

کیا یونیورسٹی کے طالب علم اور ٹیچرز یہ خدمات کسی مذہبی جذبے سے انجام دیتے تھے؟

ان میں سے بیشتر اسلامی تحریک سے وابستہ تھے' لیکن سب نہیں۔ میں ایسے بہت سے نوجوانوں سے ملی جو پڑھا رہے تھے' یا خود پڑھ رہے تھے' اور ان کا اسلامی تحریک سے کوئی تعلق نہ تھا۔ بہت سے دوسرے ایسے تھے جنھوں نے اپنے آپ کو بس تحریک کی رو میں چلتا پایا۔ اسلامی تحریک نے بے روزگار نوجوانوں یا غلط راستوں پر چلے جانے والے نوجوانوں کے لیے سرگرمیاں تلاش کرنے کو اپنا کام سمجھا۔ یہ رضاکارانہ بھی ہوتی تھیں اور ایسی بھی جن سے وہ کچھ پیسہ بھی کما سکتے تھے۔ انھوں نے ان کو ایسی چھوٹی چھوٹی دکانیں بنا کر دیں' جہاں وہ اخبارات' پھل' سبزیاں یا پرفیوم فروخت کرتے تھے۔

یہ انھوں نے کس طرح کیا؟

سیدی سعید میں ایک مارکیٹ زیرِتعمیر تھی۔ یہ ایک سرکاری منصوبہ تھا۔ جب بلدیہ کے اختیارات فرنٹ کو ملے تو انھوں نے اس منصوبہ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ بنیادیں پڑ چکی تھیں۔ اسلامی تحریک کے لوگوں نے اس پر دکانیں بنا کر بیروزگار لوگوں کو دے دیں۔ یقیناً اس فہرست میں وہ نوجوان تھے جنھیں اسلامی تحریک اپنا ہمنوا سمجھتی تھی۔

اس عمل کی اہمیت دیکھیں۔ اسلامی تحریک کے لوگوں کو ایک خالی جگہ ملی' جہاں کئی برس پہلے سپرمارکیٹ کی بنیاد ڈالی گئی تھی لیکن وہ بن نہ سکی تھی۔ پھر تھوڑے ہی عرصے میں دکانیں

بنیں، اور تجارت شروع ہو گئی۔ ایک کھلی جگہ پر ایک ٹھوس حقیقت ـــــ ہر وقت پورے علاقے کے لوگوں کی نظروں میں تھی۔

کیا انھوں نے اس منصوبہ کو مذہبی رنگ دینے کی کوشش کی ؟

منصوبہ کی ذمہ دار بلدیہ تھی، لیکن اس کی افتتاحی تقریبات مسجد میں ہوئیں۔ انھوں نے اس کی بڑی فکر کی ـــــ اگرچہ منصوبہ سیکولر تھا ـــــ کہ اس کی افتتاحی تقریب بالکل مذہبی ہو۔ بلدیاتی انتخابات کے ۳ ماہ بعد ۱۹۹۰ میں یہ کام ہوا، اور ۱۹۹۱ میں جب میں وہاں سے آئی تو اس وقت بھی یہ لوگوں کا موضوع گفتگو تھا۔

اسلامی فرنٹ نے اس طرح کے منصوبوں کے لیے وسائل کہاں سے حاصل کیے۔ کیا فرنٹ کی بلدیات کو بھی دوسری بلدیات کی طرح حکومت سے رقومات ملیں ؟

حکومت کے پیش نظر تو یہ تھا کہ بلدیات کے بجٹ کم کر کے انھیں غیر موثر بنا دیں۔ "ہم بجٹ میں کمی کر دیں گے۔ حالات مزید خراب ہو جائیں گے۔ جن لوگوں نے فرنٹ کو منتخب کیا ہے، انھیں احساس ہو گا کہ انھیں کچھ بھی نہیں ملا ہے۔" لیکن امدادی ادارے آگے آئے، اور انھوں نے فرنٹ پر کوئی الزام نہ آنے دیا۔ فرنٹ کے لوگ ناتجربہ کار تھے، اور ان کے پاس وسائل بھی نہ تھے۔ ان اداروں نے محلوں میں ہر شخص پر اچھی طرح واضح کردیا کہ شہر کے کام کرنے کے لیے فرنٹ کو بجٹ حکومت نے نہیں دیا ہے۔

کیا امدادی ادارے اور فرنٹ، مختلف ادارے تھے ؟

ایک محلے میں فرنٹ کے مخلص کارکنوں کا ایک گھرانہ ہوتا ہے، جو نظم کے لیے بنیاد کا کام کرتا ہے۔ یہ گروپ، امدادی اداروں کے ساتھ کام کرتے تھے، جو زیادہ وسیع اور کھلے ہوتے تھے اور جن میں ، عام مقامی لوگوں کے ساتھ ساتھ ، سرگرم کارکن بھی شامل ہوتے تھے۔ بلدیاتی انتخابات کے لیے یہ کارکن کھڑے کیے جاتے تھے، اور یہ انجمنیں ان کی حمایت کرتی تھیں۔

بلدیہ کو اپنے کام کرنے کے لیے رقم کہاں سے ملی ؟

بلدیہ، قانونی طور پر، کسی نجی ذریعہ سے یا غیر ملکی حکومت سے مدد نہیں لے سکتی تھی۔ لیکن یہ امدادی ادارے لے سکتے تھے۔ رقوم کی فراہمی کا کام کئی سطحوں پر ہوا۔ مقامی طور پر، گھر گھر جا کر چندہ کیا گیا۔ تاجروں سے بہت مدد ملی۔ تلمسان میں مساجد اور ایسے خیراتی ادارے ہیں جو مقامی صاحب حیثیت لوگوں کے اختیار میں تھے۔ یہ جلد دولت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ حکومت

نے پابندیاں لگا کر ان کا راستہ روک رکھا تھا۔ بڑے صنعت کار تھے، جو قواعد و ضوابط کی وجہ سے آگے نہیں بڑھ پا رہے تھے۔ ان سب نے فرنٹ کی حمایت کی، اس لیے کہ فرنٹ نے ٹیکس کم کرنے، اور اشیا کی تیاری کے سلسلہ میں ضابطے ختم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ فرنٹ کو رقم کی پریشانی نہ تھی۔ ان کے پاس اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لیے ہمیشہ رقم ہوتی تھی۔

مثال کے طور پر تلمسان میں سب سے بڑے چوک کے درمیان سے جو سڑک گزرتی تھی، حکومت نے اس سڑک کو ختم کر کے درمیان میں ایک بڑا قطعہ اور اس کے درمیان ایک فوارہ بنا دیا۔ ٹریفک چاروں طرف چلنے لگی۔ فرنٹ نے آتے ہی کہا کہ اس کا کیا فائدہ ہے۔ انھوں نے دو دن میں فوارہ گرا دیا۔ دوبارہ سڑک بنا دی، اور ٹریفک پھر پہلے کی طرح چلنے لگی۔ جس بلدیہ کے پاس پیسے نہ ہوں، وہ اتنی جلدی یہ سب کچھ کیسے کر سکتی ہے۔ انھوں نے لوگوں سے رضاکارانہ مدد کی اپیل کی، لیکن دو بڑی تعمیراتی کمپنیوں نے بھی مدد کی۔ ضرور یہ فرنٹ کی ہمدرد ہوں گی، اس لیے کہ انھوں نے یہ کام بغیر پیسے کے کیا۔

میں فرنٹ کی مستعدی اور کارکردگی سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔

ان نوجوانوں سے مل کر ہر شخص ان کے غیر معمولی نظم، اور ان کے مقامی اداروں کی غیر معمولی کارکردگی سے متاثر ہوتا ہے۔ انتخابی مہم میں ہم نے یہی مستعدی، تحرک اور کارکردگی دیکھی۔ وہ ہر وقت ہر جگہ موجود تھے۔

اس جوش و جذبہ کی کیا وجہ ہے؟

تحریکِ اسلامی کے لوگوں کو کام کا خالی میدان ملا۔ ایک گیا گزرا، پستی کا شکار معاشرہ، لوگ ناامید اور مایوس۔ لوگوں کو اس چیز کی ضرورت تھی۔ وہ پیاسے تھے۔

فرنٹ نے انتخابی مہم میں دیانت اور عدل کا سوال اٹھایا۔ سرکاری پارٹی کا باقاعدہ پروگرام تھا: تعمیرِ مکانات، روزگار اور تعلیم۔ لیکن فرنٹ نے کہا، ہم آپ سے کوئی وعدہ نہیں کرتے۔ ہم ایک ایسی ریاست بنائیں گے جہاں ہم اسلام پر عمل کریں گے، دیانت اور عدل کا دَور دَورہ ہوگا۔ اور جب بدعنوانی نہ ہوگی تو وسائل ہاتھ میں ہوں گے۔ اگر عدل ہوگا تو دولت اور مواقع کی منصفانہ تقسیم ہوگی۔ یہ ایک اخلاقی معاہدہ ہے، انتخابی پروگرام نہیں۔

ایک دوسرا اہم عامل بھی تھا۔ فرنٹ نے حسّاس مسائل کو چھیڑا۔ مثلاً خواتین کے مسائل، اخلاقی اقدار کے زوال سے متعلق مسائل۔ ان کی طرف باوقار خواتین تھیں، جو اخلاقی اقدار کی محافظ محسوس ہوتی تھیں۔ دوسری طرف شراب خانے تھے۔

کیا فرنٹ کے اخلاقی تصورات مردوں کے علاوہ عورتوں کے لیے بھی موثر ثابت ہوئے ؟

یہ بڑی عجیب بات ہے کہ گو پارٹی خواتین کی آزادی کو بہت محدود کرنے کی حامی ہے' لیکن یونیورسٹی طالبات سمیت مخلص کارکن خواتین نے امدادی اداروں میں اور انتخابی مہم میں دل و جان سے لگ کر کام کیا۔ اس کی کیا توجیہہ کی جائے ؟ شاید یہ کہ انھیں پہلے ہی بہت آزادی حاصل نہ تھی۔ جب وہ گھر سے باہر نکلتی تھیں' تو خاندان اور معاشرہ کے دباؤ کے علاوہ انھیں سڑکوں پر بھی ناخوشگوار حالات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

اسلامی تحریک کے لوگوں نے ان سے کہا کہ وہ حجاب اختیار کریں۔ والدین اور شوہروں کا بھی یہ کہنا تھا' کہ اگر تم یہ نہیں اختیار کرو گی تو کام نہیں کرسکتیں۔ لیکن خواتین نے یہ اپنی خوشی سے کیا۔ جو خاتون حجاب اختیار کرتی ہے' وہ تحریک کے لیے نیکی' وقار اور آزادی کی علامت بن جاتی ہے۔ حجاب پہن کر وہ باہر جاتی ہے' تو اسے چھیڑ خانی کا شکار نہیں ہونا پڑتا۔ کھلی جگہوں پر بے کھٹکے آمدورفت ان کے لیے بڑی اہم ہے۔

دسمبر ۱۹۹۱ میں' انتخابی عمل کے خاتمہ کے بعد' تلمسان میں کیا حالات ہیں ؟

جس دن شاذلی بن جدید سے جبری استعفیٰ لیا گیا' اس سے اگلے ہی دن میں تلمسان میں تھی۔ ایسا محسوس ہوا جیسے سیاسی زندگی ایک دم ٹھہر گئی ہے' جیسے آزادی کی سانس آتے آتے ایک دم رک گئی ہے۔ اسلامی تحریک کے لوگوں نے ناقابلِ یقین صبروتحمل کا مظاہرہ کیا' جو بعد میں ہونے والے کودتا' فوجی قبضہ اور فرنٹ پر داروگیر سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ پولیس اور فوج نے مسجدوں اور مقامی انجمنوں پر کڑی نظر رکھی۔ انھوں نے انھیں انتہاپسندی اور تشدد کی طرف دھکیل دیا۔ اب اسلامی فرنٹ قانونی طور پر موجود نہیں ہے۔ سالیڈیریٹی فرنٹ کے نام سے ایک دوسری پارٹی ہے۔ لیکن اس کی سرگرمیوں پر انتہائی کڑی نگرانی رکھی جاتی ہے۔

فرنٹ کا راستہ غیرجمہوری طریقوں سے روکنے سے فرنٹ کو یہ دعویٰ کرنے کا حق مل گیا کہ سرکاری پارٹی (ایف ایل این) کسی طرح بھی اقتدار چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

۱۹۸۹ میں قیام سے قبل' فرنٹ کی ساری سرگرمیاں زیرِزمین تھیں۔ ۱۹۸۹ میں یہ برسرِزمین آگیا۔ اب انھیں پھر زیرِزمین دھکیلا جارہا ہے' لیکن ان کی سرگرمیاں جاری ہیں۔

(مڈل ایسٹ رپورٹ' نومبر دسمبر ۱۹۹۳)